© rasailojaraid.com

قرآنی تصوف۔ (انگریزی) از ڈاکٹر میر ولی الدین۔ تقطیع متوسط۔ ضخامت ۱۲۰ صفحات۔ ٹائپ جلی۔ قیمت مجلد دس روپے۔ پتہ:- موتی لال بنارسی داس پبلشرز دہلی۔

اسلام کا اصل مقصد تزکیۂ نفس کر کے صفاتِ خداوندی کا مظہر بننا اور اس طرح قربِ الٰہی حاصل کرنا ہے۔ اسی سے انسانیت کی تکمیل ہوتی ہے اور یہی درحقیقت تصوف کی بنیادی غرض و غایت ہے۔ صحابہ اور تابعین کے زمانہ میں نفس عبادات، اور اوامر و نواہی کے بارہ میں احکام شریعت کا اتباع اس مقصد کے حصول کا ضامن ہوتا تھا۔ لیکن بعد میں جب عبادات صرف رسم رہ گئیں اور اس لئے تزکیۂ نفس کا مقصد پورا کرنے میں ناکام رہنے لگیں تو اب تصوف بحیثیت ایک فن کے پیدا ہوا۔ لیکن اس کا تار و پود خود قرآن و سنت کی تعلیمات سے تیار ہوا تھا، اس لئے اُس کا مقصد اتباع شریعت ہی تھا لیکن زمانہ کے امتداد اور سیاسی و سماجی حالات کے باعث اُس میں مغرب و مشرق کے مختلف مکاتبِ فکر و فلسفہ کے اثرات پڑنے لگے، اور نتیجہ یہ ہوا کہ اصل اسلامی تصوف کی شکل مسخ ہو کر کچھ سے کچھ ہو گئی اور اس بنا پر ایک طرف تو تصوف کے نام سے اباحیتہ اور نور بہ جیسے باطل فرقے پیدا ہوئے اور دوسری جانب وہنفیلڈ، براؤن، نکلسن، اور گولڈزیہر ایسے مستشرقین جنھوں نے اسلامی تصوف سے غیر معمولی دلچسپی لی اور اُس پر لکھا ہے، انھوں نے یہ ثابت کیا کہ اسلامی تصوف کا تمام اثاثہ دوسروں سے لیا ہوا ہے۔ اس بنا پر ایک ایسی کتاب کی ضرورت تھی جس میں اصل تصوف کیا ہے؟ اُس کی کیا حقیقت اور کیا غرض و غایت ہے؟ اس غرض و غایت کو حاصل کرنے کے لئے کیا طریقے اختیار کئے جاتے ہیں؟ اور اُن سب کی مطابقت قرآن و سنت کی تعلیمات کے ساتھ کس حد تک ہے؟ اِن مسائل سے بحث ہوتی۔ چونکہ تصوف خود فلسفہ کا ایک جز بن گیا ہے اس لئے اہم کام کو وہی شخص انجام دے سکتا تھا جو بیک وقت فلسفہ، تصوف اور قرآن و حدیث کا مبصر عالم ہو۔ ڈاکٹر میر ولی الدین صاحب نے یہ کتاب اسی ضرورت کے پیش نظر لکھی ہے اور جیسا کہ اُن سے توقع ہو سکتی تھی موضوع کا حق ادا کر دیا ہے۔ چنانچہ انھوں نے پہلے تصوف کے مادہ اشتقاق، غرض و غایت اور اُس کے اصل مقصد سے متعلق گفتگو کی ہے۔ اور یہ ثابت کیا ہے کہ یہی مقصد بعینہٖ قرآن کا ہے۔ پھر متعدد ابواب میں اس پر بحث کی گئی ہے کہ اس مقصد کی تحصیل، عبادت خصوصاً نماز روزہ۔ ذکر و صبر و شکر اور دعا وغیرہ سے کیونکر ہوتی ہے۔ ایک انسان صفات خداوندی کا مظہر اور اس کا مقرب کب ہو سکتا ہے؟ اور اس سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مراد و مطلب کیا ہے؟ خدا کے اوّل آخر ظاہر و باطن ہونے سے کیا مراد ہے؟ اور بندہ میں ان صفات کا ظہور کس طرح ہوتا ہے؟ تنزلات ستہ کسے کہتے ہیں؟ اور اُن کی اصل حقیقت از روئے قرآن کیا ہے؟ خیر و شر اور جبر و قدر کا تصوّف میں کیا تصوّر ہے؟ اور ان سب کی تطبیق قرآن کے ساتھ کیونکر ہوتی ہے؟ اس کے بعد اصل حوالے مع عربی و فارسی عبارتوں کے ہیں، پھر اشخاص و اماکن کی فہرست ہے اور آخر میں مصطلحات کی فہرست ہے۔ غرض کہ کتاب اصل موضوع پر پوری طرح حاوی اور جامع ہے۔ ارباب ذوق کو اس کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیئے۔ آخر میں یہ عرض کرنا بھی ضروری ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے امام قشیری کے حوالہ سے لکھا ہے کہ صوفی کے لفظ کا استعمال دوسری صدی ہجری کے اواخر یعنی ۸۲۲ء میں شروع ہوا (ص ۲) ہمارے نزدیک صحیح یہ ہے کہ صوفی صوف سے مشتق ہے اور صوف کے معنیٰ ہیں لباس الفقراء و لباس التابعین (ملاحظہ ہو عیون الاخبار ص ۳۱۷ و ۳۵۲) اور اس لباس کا ذکر خود حضرت ابو موسیٰ اشعری کی ایک روایت میں موجود ہے (دیکھئے ابن سعد ج ۴ ق ۱ ص ۸۰) اسی طرح صوفی کے لفظ کا استعمال دوسری صدی ہجری کے اواخر میں نہیں بلکہ عبدالملک بن مروان (از ۶۸۵ء تا ۷۰۵ء) کے عہد میں ہی شروع ہو گیا تھا (ملاحظہ ہو گولڈزیر کی کتاب Vorlesungen under den Islam باب تصوف) ہمارے سامنے اس کتاب کا عربی ترجمہ ہے جو مصر سے العقیدۃ والشریعۃ فی الاسلام کے نام سے شائع ہوا ہے اس کے صفحہ ۱۳۶ پر یہ حوالہ مل سکتا ہے۔

یورپین اور انڈو یورپین شعرائے اردو۔ مرتبہ جناب خواجہ محمد یوسف الدین تقطیع خورد ضخامت ۱۴۴ صفحات کتابت و طباعت بہتر قیمت غیر مجلد دو روپیہ۔ مصنف سے پتۂ ذیل پر ملیگی۔ نمبر ۱۵۷۔ مقابل اردو ہال۔ حمایت نگر۔ حیدرآباد دکن۔

ایسٹ انڈیا کمپنی کے زمانہ میں جو انگریز اور دوسری یورپین اقوام کے لوگ ہندوستان میں رس بس گئے تھے انھوں نے آپس کے میل جول کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ ہندوستانی طور طریقے اختیار کر لئے بلکہ ہندوستانیوں کے ساتھ ازدواجی تعلقات قائم کر لئے اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اردو فارسی میں نہ صرف مرد بلکہ عورتیں تک شاعری کرنے لگیں اور یہ شاعری برائے بیت نہیں تھی بلکہ واقعہ یہ ہے کہ انمیں بعض بعض تو بہت اچھے شاعر تھے۔ چنانچہ رام بابو سکسینہ نے بڑی محنت اور تلاش بسیار کے بعد ان شاعروں اور شاعرات کا بڑا ضخیم اور مفصل تذکرہ انگریزی میں لکھا اور پھر اس کا اردو میں ترجمہ عسکری صاحب نے کیا۔ زیر تبصرہ کتاب زیادہ تر اسی کتاب اور بعض دوسرے ماخذ کی مدد سے انھیں یورپین اور انڈو یورپین شاعروں اور شاعرات کے حالات اور نمونہ کلام میں مرتب کی گئی ہے۔ شروع کے دو ابواب میں اردو زبان کی ہمہ گیری، یورپین لوگوں کا اس کے ساتھ تعلق اور اس کی تاریخ اور اینگلو انڈینز ۴۶

ء م کی ہندوستانی معاشرت پر گفتگو کی ہے۔ کتاب دلچسپ اور مفید ہے۔ مختصر ہونے کی وجہ سے ہر شخص اس کا مطالعہ کر سکتا ہے۔

© rasailojaraid.com